اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (القرآن)

(ترجمہ) بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے



جمالِ کریم

سوانح حیات

پیرِ طریقت حضرت الحاج خواجہ فضل کریم چشتی رح

انوار آباد شریف چکوال

مُصنّف

علامہ حافظ عبد الحلیم نقشبندی (خطیب جامع مسجد حیات النبی ﷺ چکوال)

ناشر

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال فون: ۲۴۷۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (القرآن)

(ترجمہ) بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے



سوانح حیات

پیر طریقت حضرت الحاج خواجہ فضل کریم چشتی رح

انوار آباد شریف چکوال

مصنف

علامہ حافظ عبد الحلیم نقشبندی (خطیب جامع مسجد حیات النبی چکوال)

ناشر

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال فون: ۲۴۷۶

نام کتاب ـــــــ جمالِ کریم

مصنّف ـــــــ علامہ حافظ عبد الحلیم خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ لائن پارک چکوال

بار اول ـــــــ سنہ ۱۹۹۰ء

تعداد ـــــــ ۵۰۰

مطبع ـــــــ ملک عرفان پرنٹرز تلہ گنگ روڈ چکوال

کتابت ـــــــ فیروز سدوالوی مدینہ مارکیٹ چکوال

۷۸۶
۹۲

انتساب

میں اپنی اِس مختصر تالیف کو غلامانِ
اَولیائے کرام کے نام منسوب کرتا ہوں

عبد الحلیم

قطعہ وفات

صاحبِ لطفِ عمیم است ایں جا

حاملِ شرعِ عظیم است ایں جا

رحمتِ ربِّ رحیم است ایں جا

تربتِ فضلِ کریم است ایں جا

نتیجۂ فکر محمد صابر

قطعات

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم

(ترجمہ) ایک دن خوشبودار مٹی حمام میں مجھے ایک دوست کے ہاتھوں سے ملی

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دِلآویزِ تو مستم

(ترجمہ) میں نے اُس مٹی سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر ہے کہ تیری دِلآویز خوشبو نے مجھے مست کر دیا ہے۔

بگفتا من گِلے ناچیز بودم
ولیکن مدّتے با گُل نشستم

(ترجمہ) یہ سُن کر مٹی نے جواب دیا کہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں لیکن مدتوں تک پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(ترجمہ) ہم نشیں کے جمال نے مجھ پر بھی اثر کیا (مجھے معطّر کر دیا) ورنہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں جو پہلے تھی

(سعدی)

حضرت الحاج خواجہ فضل کریم چشتی

انوار آبادی چکوال

حضرت خواجہ فضل کریم انوار آبادی ۱۸۹۰ء میں خواجہ غلام محمدؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ نہایت پاکباز اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ گھریلو تربیّت کی وجہ سے آپ نے چھوٹی ہی عمر میں باجماعت نماز کی پابندی شروع کر دی۔

تعلیم

خواجہ صاحب نے مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم میں مولانا محمد دین بدھوی، مولانا فضل کریم ڈھیدوالوی، اُستاد محمد جی، قاضی غلام ربانی اور دیگر اُستادوں سے فارسی، عربی، صرف، نحو، فقہ، ترجمہ قرآن اور تصوف کی کتب پڑھیں۔

طلب معرفتِ الٰہی

تذکرہ اولیاء، حیات الصالحین، عین الفقر، رسالہ روحی اور دیگر کتبِ تصوّف کا مطالعہ کیا۔ گھریلو تربیّت اور صحبتِ صالحین کے سبب قلبی حالات تبدیل ہو گئے۔ اوراد و وظائف کی کتب کا مطالعہ شوق سے کرنے لگے۔ معرفتِ الٰہی حاصل کرنے کی راہ لی

اور مختلف جگہ کا سفر کیا۔

پہلا سفر

آپ کا تعلق چونکہ تجارتی اور کاروباری خاندان سے تھا۔ اور کلکتہ میں کاروبار تھا۔ آپ وہاں گئے اور پھر بغیر اطلاع دیئے کلکتہ سے بہار میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ فارغ ہونے کے بعد حضرت مخدوم کی چلہ گاہ دیکھنے کا ارادہ کیا اور سفر شروع کیا۔ پیاس کی شدت کو کم کرنے کیلئے گرم پانی استعمال کرتے۔ پیٹ بھرنے کے لئے بیری کا پھل اور پتے اِستعمال کرتے۔ اور اِس سفر کو جاری رکھتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچے۔ اور تین دِن وہاں عبادت میں مشغولِ عمل رہے۔ اور بھوک کی وجہ سے کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا۔ کیونکہ فقر حاصل کرنے کے لئے ایسے انداز اپنانے پڑتے ہیں۔ بقول حضرت علاّمہ اِقبال رحمۃ اللہ علیہ

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دُوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی۔

فیض و برکات حاصل کرنے کے بعد ایک آدمی نے جو حقیقتِ حال سے واقف تھا آپ کو کھانا کِھلایا اور پٹنہ لے آیا۔ چونکہ آپ بغیر اطلاع دیئے آئے تھے اِس لئے اُس نے تار کے ذریعے مطلع کیا۔ آپ کے گھر والے آپکو پٹنہ سے کلکتہ لے گئے اور شکرِ خداوندی ادا کیا

دوسرا سفر

سفرِ بہار کے بعد خاموشی سے وقت گزرتا گیا۔ اور عشقِ الٰہی کی آگ سینے میں روشن و منوّر ہونے لگی۔ آپ نے صوفی محمد خان سے میرا شریف جانے کا مشورہ کیا۔ لیکن آپ کے گھر والے آپکو گولڑہ شریف جانے پر رضامند کرتے۔ آپ میرا شریف جانے کی ٹھان چکے تھے کیونکہ آپ کا حِصّہ میرا شریف میں تھا۔

والدہ محترمہ نے کچھ رقم دی اور آپ پیدل میرا شریف روانہ ہو گئے۔ تین دِن کے بعد سفر کی تکلیفیں برداشت کرتے ہُوئے خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

آپ فرماتے ہیں کہ وہاں پہنچنے سے پہلے میرے دِل میں خیال پیدا ہُوا کہ اگر حضرت ولیٔ کامل ہوں گے تو بوقتِ نماز مجھے فرمائینگے کہ "میرے ساتھ کھڑے ہو جاؤ"۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اب آپ پہلے سے بھی زیادہ معتقد ہو گئے۔

حضرت خواجہ فضلِ کریم رح نے حضرت خواجہ احمد میروی رح کے ایک اور ارشاد کے جواب میں عرض کیا کہ "فقیری لینے آیا ہوں" اس کے بعد شرف بیعت حاصل کیا —— کتنا ہی وہ پاکیزہ دور تھا اور لوگوں کی فکر کتنی اچھی تھی

کہ وہ طلبِ حق ۔ مراقبے کرنے ۔ توجّہ لینے اور اس انمول دولت کو حاصل کرنے کے لئے دوُر دراز کا سفر اختیار کرتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے

بیعت کرنے کے بعد حضرت خواجہ میروی رح نے اپنے مُریدِ نازاں کو فقیری دینے کا مژدہ سنایا ۔ نیز مؤدب مُرید کے پاؤں کے سیاہ داغ اپنے معتقدین کو دکھلائے اور اِس آبلہ پائی کا ذِکر اِن الفاظ میں کرتے کہ "اِس لڑکے کے پاؤں دیکھو ۔ میرے شوقِ ملاقات میں اِس کا کیا حال ہے"۔

آپ تین دِن متواتر آستانۂ مُرشد پر ٹھہرے ۔ واپسی پر راستے میں ایک نالہ تھا ۔ بارش کی وجہ سے کچھ دِن رکنا پڑا ۔ پیدل گھر پہنچے ۔ والدہ ماجدہ دیکھ کر بہت خوش تھیں کیونکہ آپ کو حقیقتِ حال یعنی موسمی خرابی کا علم ہو چکا تھا

خواجہ صاحب رح نے والدہ محترمہ کے حضور کاروباری دلچسپی سے معذرت چاہی مگر والدہ کے بار بار اصرار پر رضامندی کا اِظہار کیا ۔ اور کلکتہ چلے گئے ۔ بذریعہ خواب اشارہ ہوا کہ کیوں پھنسنے جاتے ہو ۔

تیسرا سفر

۱۹۱۰ء کو کلکتہ پہنچنے کی دیر تھی کہ بغداد شریف کی زیارت کا شوق ہُوا۔

جب خویش و اقرباء کو اِس بات کا عِلم ہُوا تو والد ماجد نے منع کیا مگر چوری چھپے ملازم سے بستر منگوا لیا۔

عالمِ تصوّر میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح سے عرض کیا کہ "مجھے بغداد شریف پہنچا دیں"۔

ارشاد ہُوا "میری قبر سے راستہ ہے"

آپ کلکتہ سے اجمیر شریف چلے گئے۔ یہاں تین ہفتے ٹھہرے۔ برکات کی جو بارش ہوئی اُس کو تصوّر میں نہیں لایا جا سکتا۔ بعد ازاں کراچی چلے گئے۔ فاقے کاٹے۔ تکلیفیں اٹھائیں اور صبر و تحمل کا مظاہر کیا۔ اِسی لئے حضرت خواجہ رح کے درجات میں بہت جلد بلندی ہوئی۔

آپ نے بذریعہ جہاز سفر کیا۔ دِل ہی دِل میں بے موسم خربوزہ طلب کرنے کا خیال آیا ہی تھا کہ ایک پنجابی جو برطانوی فوج کا سپاہی تھا خربوزہ دے گیا۔ آپ نے کھا لیا۔ آپ نے جہاز ہی میں شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے حضور منّت مانی کہ اگر جہاز بغیر قرنطینہ چھوڑ دیا جائے تو میں آپ کی رُوح کو ایصالِ ثواب کیلئے سو نفل پڑھوں گا۔ کیونکہ بے تابی

کا یہ عالم تھا کہ فوراً حاضری چاہتے تھے۔

بغداد شریف پہنچے تو جلدی جلدی مزار کی حدود میں داخل ہوئے۔ جو انوار و برکات اور رحمتوں برکتوں کی بارش ہوئی اور جو کیف و سرور پیدا ہُوا وہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رح خود ارشاد فرماتے ہیں "حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ بے قرار ہے واپس جاؤ"

اگر کوئی صاحبِ دل ہو اور صاحبِ نظر بھی ہو تو اللہ کے وَلی رہبری و رہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت رح خود فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ اَللّٰہ کے کسی بندے کے مشورے سے حضور غوثِ پاک رض کے مزار مبارک کے جنوباً ایک لاکھ بار کلمہ طیبّہ کا وِرد چالیس یوم میں مکمل کیا ایک دِن مزار مبارک پر قبر کے ساتھ جاگ کر پڑھ رہا تھا کہ قبر سے ہاتھ مبارک باہر آیا۔ اپنا ہاتھ اُس ہاتھ میں دینے کا حکم ہُوا۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ دونوں ہاتھ آپس میں مل گئے۔ چند لمحات کے بعد دونوں ہاتھ الگ ہو گئے۔

آپ کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ

نے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے مزارات پر حاضری دی اور فیض حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر بھی کیا۔

خصوصاً اپنے پیرخانے پر حاضری دیتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔

منصبِ خلافت

یوں تو پیر و مرشد نے اپنے سلسلہ میں منسلک کرنے کے بعد اُسی وقت "میں نے تمہیں سب کچھ دے دیا" وصال کے بعد بھی منصبِ خلافت سے نوازا۔

خلفائے کرام

فقیر محمد بشیر صاحب المعروف "فقیر صاحب" جو بعد میں سالک سے مجذوب ہوگئے۔

مولانا غلام حسین لاوہ تحصیل تلہ گنگ۔ مولانا علی گوہر صاحب بوچھال کلاں اور بھی بہت سے صوفیاء نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور اپنے دلوں کو روشن و منور کیا۔

ذریعۂ معاش

کلکتہ میں جوتیوں کا کارخانہ تھا مگر سنہ ۱۹۳۰ میں کاروبار ترک کرکے چکوال میں مقیم ہو گئے۔ کافی عرصہ خواجگان مسجد میں گذارتے رہے۔ آپ کے بھائی نے کلکتہ میں کاروبار کو سنبھالا اور آپ کے اخراجات وہاں سے بھیجتے رہے

انوار آباد میں قیام

سرگودھا روڈ کے قریب ایک مقام تھا جسے "بھنڈر" کہتے تھے۔ دن کے وقت بھی وہاں کوئی نہیں جاتا تھا۔ آبادی سے بہت باہر تھا۔ حضرت حاجی صاحب نے ۱۹۴۵ء میں وہاں مکان بنایا اور اُس میں اَللّٰہ اَللّٰہ کرتے۔ دن بھر ریاضت و عبادت میں گذارتے اور شام کو چکوال واپس گھر آجاتے۔ بعدازاں بذریعہ خواب آپکو مرشد کامل کی طرف سے وہاں ہی رہنے کا حکم مِلا۔ چنانچہ وہاں ہی مستقل رہائش اختیار کرلی۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے انوارالحق کے نام پر اس جگہ کا نام "انوار آباد شریف" رکھا۔

مسجد کی بُنیاد

مسجد کی بنیاد ۱۹۴۶ء میں رکھی اور عقیدت مندوں کا آنا جانا شروع ہوگیا۔ صبح کی نماز کے وقت تمام عقیدتمند شہر سے آجاتے۔ اور ذِکر و اذکار سے فارغ ہوکر آپ اُنہیں چائے پلاتے۔ تصوّف اور اِصلاح کی باتیں سناتے۔ صبح کی اِس نورانی محفل کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۱۹۵۲ء میں جامع مسجد انواریہ حنفیہ کا کام مکمل ہوگیا ایسی شاندار مسجد تعمیر کرائی کہ لوگ دُور دُور سے مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اِس مسجد میں ایک عظیم کُتب درس بھی قائم ہے۔ اور طالبانِ حق دُور دُور سے آکر علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

جب سے آپ نے مکمل سکونت انوار آباد میں اختیار کر لی تو شہر جانا بالکل چھوڑ دیا ۔ عقیدت مندوں میں ڈھاکہ ۔ کراچی ۔ لاہور راولپنڈی ۔ پشاور اور گرد و نواح میں تلہ گنگ اور تحصیل چکوال کا علاقہ بھی خالی نہیں ہے ۔

معمولات

نمازِ تہجّد کے بعد فجر کی نماز تک مراقبہ کرتے بعد نمازِ فجر حلقۂ احباب ۔ معتقدین اور متوسّلین میں بیٹھ کر اوراد و وظائف اور اصلاحِ نفس کی تلقین کرتے نمازِ اشراق ۔ نمازِ چاشت کے بعد پیرانِ عظام کی طرف سے فرمودہ وظائف سے قبل بلا ناغہ تلاوتِ قرآن مجید کرتے ۔ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرتے ۔ ظہر کی نماز کے بعد عصر تک تلاوتِ قرآن پاک کرتے عصر کے بعد وظائف میں مشغول رہتے ۔ نمازِ مغرب کے بعد اوّابین پڑھتے عشاء کے بعد پھر وظائف پڑھتے ۔ سونے سے پہلے سورہ مُلک اور قصیدہ غوثیہ کا پڑھنا آپ کے معمولات میں داخل تھا ۔

حضرت خواجہ صاحب ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے مناتے ۔ بڑے بڑے جیّد علمائے دین اور مشائخ عظام تشریف لاتے اور حضرت غوثِ پاک رض کی سیرت پر سیر حاصل خطاب فرماتے ۔ ان میں حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ، علامہ غلام رسول سعیدی ۔ علامہ سیّد

محمد زبیر شاہ ۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مفتی احمد عزیز اللہ ۔ مفتی اکرام الحق ۔ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل ۔ علامہ احمد سعید ہاشمی اور دیگر مشائخ شامل ہوتے ۔ ویسے بھی علماء و مشائخ آپ سے ملنے کیلئے آتے

ایک مرتبہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رح تشریف لائے ۔ رات گزاری ۔ مطالعہ ۔ مراقبہ اور دیگر معمولات سے فارغ ہو کر استاذ المکرم جناب حافظ غلام ربانی صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "قبلہ حاجی صاحب ! آپ کے ساتھیوں نے مجھے بڑے آرام سے رکھا ہے اور یہاں مجھے سکون ملا ہے

حضرت پیر طریقت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ شریف جب اس علاقے میں دورے پر آتے تو حضرت حاجی صاحب سے شرفِ ملاقات کے لئے آتے ۔

حضرت حاجی صاحب فرماتے کہ " للہ شریف والوں سے مل کر بڑا سکون ملتا ہے یہ بڑے باشرع لوگ ہیں اور نیکوں کی اولاد ہیں

علامہ عبدالغفور ہزاروی ۔ مولانا نصیر الدین کھوڑ ۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا غلام جیلانی آف تلہ گنگ شریف ملاقات کے لئے آتے اور فیوض و برکات لے کر جاتے ۔

کشف و کرامات

کے اظہار کے آپ سخت مخالف تھے۔ آپ فرماتے کہ مخلوقِ خدا کو اِس سے کوئی فائدہ نہیں یہ تو صرف صفائیٔ قلب کی ایک کسوٹی ہے کہ ساتھ ساتھ سالک کو اپنے تجرباتی نتائج ملتے رہتے ہیں کہ جوں جوں قلب کی صفائی ہوتی جائیگی توں توں کشف و کرامات زیادہ سے زیادہ ہوتے چلے جائیں گے۔

اِرادتاً کرامت کا اظہار صوفیائے کرام نے اچھا نہیں سمجھا بلکہ حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔ مقصدِ حیات رضائے الٰہی ہے انسان کا مقصود بھی ہونا چاہیئے۔

وصال

وصال سے کچھ عرصہ پہلے استغراقی حالت رہی بالآخر ۹، جنوری سنہ ۱۹۸۱ء بمطابق ۲، ربیع الاول سنہ ۱۴۰۱ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح اَللّٰہ ھُو کا ذکر کرتے ہوئے رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کے وصال کی خبر پورے علاقے میں پھیل گئی ہزاروں کی تعداد میں عقیدتمندوں نے آنا شروع کر دیا اُسی روز نمازِ مغرب کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ حضرت الحاج الحافظ غلام ربانی صاحب نے پڑھائی جو آپ کے اِمام اور خطیب تھے حالانکہ جنازہ میں بڑے بڑے علماءٗ و مشائخ شامل تھے۔

اِس کے بعد ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپکے چہرۂ انور

کی زیارت کی اور آپ کو جامع مسجد انواریہ حنفیہ کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا

آپ کا عُرس مبارک ہر سال ۲ ربیع الاول کو جامع مسجد انواریہ حنفیہ میں ہوتا ہے۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ اور صوفیاء شریک ہوتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحب کی نگاہ میں تمام مریدین اور متوسّلین برابری کا درجہ رکھتے تھے۔ مگر بعض اوصافِ حمیدہ کے بل بوتے پر دن بدن قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ حضرت کے دونوں صاحبزادگان کاروباری مصروفیات کے سلسلے میں اکثر باہر رہا کرتے تھے۔ مُعتمد کے فرائض انجام دینے والی شخصیّت کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ شخصیّت استاذ العلماءؒ حضرت مولانا حافظ غلام ربانی صاحبؒ کی ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ غلام ربانی صاحب

آپ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو "نکہ" کہوٹ تحصیل تلہ گنگ میں قاضی نور محمد صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے ملوکھر زیر تحصیل چکوال میں قرآنِ کریم حفظ کیا۔ مزید حصولِ تعلیم کیلئے آپ نے مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال کا رُخ کیا اور بڑے جیّد علماء سے درسِ نظامی کو مکمل کیا۔ اور اسی عرصے میں میڈل کا امتحان بھی پاس کیا۔ بعد ازاں جامع مسجد خواجگان میں امام و خطیب کے فرائض سرانجام دینے لگے۔

سنہ ۱۹۴۷ء میں اسلامیہ ہائی سکول میں اُن ٹرینڈ ٹیچر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی ۔ بعد میں پی۔ٹی۔سی کر کے بلدیہ سکول چکوال میں آ گئے ۔

جب خواجہ حاجی صاحب خواجگان مسجد سے انوار آباد شریف منتقل ہوئے تو آپ بھی اُن کے ساتھ انوار آباد شریف منتقل ہو گئے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا ۔ ایک عظیم الشان شعبہ حفظ کا درس قائم کیا ۔ جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے اپنی علمی پیاس بجھائی ہے ۔ آج تک وہ سلسلہ جاری و ساری ہے ۔ دُور دُور تک آپ کے شاگرد دینی مدارس میں اَللّٰہ تعالٰی اُور اُسکے رسول صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کی خاطر کام کر رہے ہیں ۔

آپ کی خدمات تدریسی ۔ تبلیغی ۔ اصلاحی اُور اسلامیہ اشاعت العلوم کا ناظمِ اعلیٰ ہونے کی حیثیت میں بہت زیادہ ہیں ۔ آپ پیرانہ سالی کے باوجود آج بھی اِس عمل میں مصروف ہیں ۔

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال بھی آپ کے خلوص اُور آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔

تعارف

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ رجسٹرڈ لائن پارک چکوال

آج کے مادّی، پُرفتن اور پُرآشوب دور میں جہاں باطل قوتیں نورِ حق کے مٹانے کے درپے ہیں وہاں اسلامی دنیا کے ہر شہر و قریہ میں شمعِ حق کو فروزاں رکھنے کیلئے بے شمار اسلامی مراکز و مدارس اپنی اپنی استطاعت کے مطابق سرگرمِ عمل ہیں اور اسلام کی ٹمٹماتی ہوئی شمع کو باطل کی بادِ صرصر سے بچانے کے لئے فانوس کا کام دے رہے ہیں۔

جامعہ انوارالاسلام غوثیہ رضویہ رجسٹرڈ چکوال کا وجود بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اور اسلامی و قرآنی تعلیمات کے احیاء کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔

موجودہ دور کے بے غیرتی و بے حیائی اور لا مذہبی و بددینی کے سیلاب کو روکنا کسی ایک فرد یا ادارے کے بس کی بات نہیں بلکہ مسلمان قوم کی بحیثیت مجموعی ذمہ داری ہے کہ اس سیلاب کے دھارے کو موڑنے کے لئے سدِّ راہ بن جائیں۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ہمارے دینی ادارے زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوں۔ ان میں ایسے

افراد تیار کیئے جائیں جو قوم و ملت کی کایا پلٹ سکیں۔ مندرجہ بالا سطور کے تحریر کرنے کا مقصد جناب کی توجہ اس امر کی طرف دلانا ہے کہ ہم سب بحیثیت مسلمان اپنی دینی و مذہبی اور قومی و ملی ذمہ داریوں کا احساس کریں دینِ اسلام کی سربلندی و احیائے کیلئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ اور اپنے دینی اداروں، مراکز و مدارس کے استحکام، ترقی و ارتقائے کیلئے مالی، بدنی اور اخلاقی تعاون کریں۔

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ محلہ لائن پارک چکوال کا قیام ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو عمل میں لایا گیا۔ ابتدائً طور پر جامعہ میں قرآنِ پاک کی تعلیم یعنی حفظ و ناظرہ کا بندوبست کیا گیا۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اِدارے میں درسِ نظامی، تجوید و قرات، شعبۂ دار التصنیف اور اب عربی فاضل تک تعلیم کا بندوبست کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی انگریزی پرچہ کی تیاری کے ساتھ میٹرک، الف اے اور بی اے کا اِنتظام بھی کر لیا گیا ہے۔

طلباء کی کتب، علاج، خورد و نوش اور رہائش کی تمام تر ذمہ داری جامعہ ھذا پر ہے۔

مزید برآں جامعہ کے زیرِ اہتمام بچیوں کیلئے "مدرستہ البنات" قائم ہے جسمیں ۷۰ کے قریب بچیوں کو حفظ و ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جامعہ کے زیرِ اہتمام ہر سال "مقام مصطفےٰ کانفرنس" منعقد کرائی جاتی ہے جسمیں ملک بھر سے نامور علمائے کرام شرکت فرما کر عامۃ المسلمین کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔ فارغ التحصیل طلبا کی دستار بندی کرائی جاتی ہے۔